



## سوال

(94) زکوٰۃ کے احکام

## جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

زکوٰۃ کی شرعی حیثیت اور اس کی ادائیگی کا طریقہ کیا ہے، نکتے مال پر زکوٰۃ فرض ہے اور مصارف زکوٰۃ کتنے ہیں؟ علاوہ ازیں صدقہ فطر کی وضاحت بھی کریں۔

## الجواب بعون الوهاب بشرط صحیحہ السؤال

و علیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلوة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

زکوٰۃ اسلام کا تیسرا بنیادی رکن ہے جس کی فرضیت قرآن مجید اور احادیث صحیحہ صریحہ سے ثابت ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَأَقِمْوَا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَارْكَعُوا مَعَ الرَّاكِعِينَ ۴۳... البقرة

"نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو"۔

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

فَإِذَا نَسَخَ الْأَشْهُرَ الْحُرُمَ فَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ وَحَدِّثُوا نِسَاءَكُمْ وَأَحْضِرُوا أَوْلَادَكُمْ لِلذِّكْرِ فَانْتَقِبُوا لِحُجَّتِهِمْ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۵... التوبة

"پس جب حرمت والے مہینے گزر جائیں تو مشرکین کو جہاں پاؤ قتل کرو، ان کو پکڑ لو اور ان کا محاصرہ کرو اور ہر مقام پر ان کی گھات میں بیٹھے رہو پس اگر وہ توبہ کر لیں اور نماز قائم کریں، زکوٰۃ ادا کریں تو ان کا راستہ پھوڑ دو (یعنی جنگ بند کر دو) بے شک اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ کفار و مشرکین اگر ایمان کا دعویٰ کریں۔ اسلام قبول کریں تب بھی ان سے جنگ بند نہیں ہوگی تا وقتیکہ کہ وہ نماز پڑھیں اور زکوٰۃ ادا کریں۔ زکوٰۃ کی ادائیگی کے بعد ہی وہ مسلم برادری میں شامل ہو سکتے ہیں اور رشتہ انوث میں منسلک رہ سکتے ہیں۔ اگر کوئی شخص زکوٰۃ ادا نہیں کرتا تو وہ اس رشتہ سے محروم رہتا ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لَا يَرْجُونَ فِي مَنِّهِمْ إِلَّا ذُنُوبَهُمْ وَأُولَئِكَ يُمُّ الْمُخْتَدُونَ ۱۰ فَإِن تَابُوا وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ فَانِهُوا عَنْهُمْ فِي الدِّينِ وَنُفِصِلِ الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ ۱۱... التوبة



"وہ کسی مومن کے بارے میں نہ قرابت کا لحاظ کرتے ہیں، نہ عہد کا اور یہی لوگ ہیں حد سے بڑھنے والے۔ پھر اگر یہ توبہ کر لیں اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں تو تمہارے دینی بھائی ہیں اور ان لوگوں کے لئے جو علم رکھتے ہیں ہم آیات کھول کھول کر بیان کرتے ہیں"۔

لفظ زکوٰۃ دو معنوں میں مستعمل ہے۔ (۱) بڑھنا (۲) پاک و صاف ہونا۔

سال گزارنے کے بعد جو حصہ بطور فرض ادا کیا جاتا ہے ان ہی دو معنوں کے پیش نظر اسے زکوٰۃ کہتے ہیں کیونکہ ادا سنگی زکوٰۃ کرنے والے کی نیکیاں بڑھتی ہیں۔ درجات بلند ہوتے ہیں۔ مال کی طہارت ہوتی ہے اور اس میں اللہ کی طرف سے برکت پیدا ہوتی ہے اور زکوٰۃ دہندہ خود گناہ اور نخل سے بچ جاتا ہے اور اس کا مال غرباء، فقراء، مساکین وغیرہ کا حق نکل جانے کی وجہ سے نجس و حرام سے پاک ہو جاتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِمْ بِهَا... ۱۰۳... التوبہ

"اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) زکوٰۃ لے کر ان کے جان و مال کا تذکیہ کرو اور ان کو پاک و صاف بنا دو"۔

زکوٰۃ اللہ تعالیٰ کی حقیقتاً مالی عبادت ہے اور اسے اگر واقعاتی اعتبار سے دیکھا جائے تو اس کو اجتماعی زندگی میں معاشرے کے اندر ریڑھ کی حیثیت حاصل ہے۔ یہ اسلام کے سیاسی و معاشی نظام کی بنیاد ہے۔ شریعت اسلامی نے چار قسم کے مال پر زکوٰۃ فرض کی ہے:

۱۔ بہائم۔ چار پائے جانور اونٹ گائے، بکری وغیرہ

۲۔ سونا چاندی نقد اور زر لورات وغیرہ

۳۔ ہر قسم کا وہ تجارتی مال جس میں تجارت شرعاً جائز ہے۔

۴۔ زمین کی پیداوار، اجناس، خوردنی پھل وغیرہ

چونکہ شریعت نے زکوٰۃ مالداروں پر فرض کی ہے تاکہ ان کے مال کا کچھ حصہ ہر سال غرباء و مساکین کی ضروریات پر صرف کیا جاسکے لہذا ہر قسم کے مال سے زکوٰۃ کا نصاب مقرر کیا گیا۔ مذکورہ بالا چار قسم کے مال کا نصاب درج ذیل ہے:

(۱) بہائم: اونٹوں کا نصاب پانچ اونٹ ہے۔ صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ میں حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((یس فی ما دون عس و دو صدقہ من الإبل))

"پانچ سے کم اونٹوں پر زکوٰۃ نہیں ہے۔ پانچ ہا نو اونٹ پر ایک بکری زکوٰۃ ہے۔ ۱۰ تا ۱۲ پر ۲ بکریاں، ۱۵ تا ۱۹ پر تین بکریاں، ۲۰ تا ۲۳ پر ۴ بکریاں، ۲۵ تا ۳۵ پر ایک سابلہ اونٹنی۔

گائیوں کا نصاب: گائیوں کا نصاب تیس گائیں ہیں جامع ترمذی ۱۹۵/۱ اور مستدرک حاکم ۳۹۸/۱ میں حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف بھیجا تو انہیں حکم دیا:

((و امره لآن يأخذہ من البتر کل ثلاثین بترہ تیما))



''کہ تیس گائیوں پر ایک سال کا بچھڑا زکوٰۃ میں لے''۔

یعنی ۳۰ سے کم گائیوں پر زکوٰۃ نہیں اور جب ۳۰ گائیں ہوں ان پر ایک سالہ بچھڑا زکوٰۃ ہے اور ۴۰ پر ایک گائے جس کے دو دانت نکل آئے ہوں اسی طرح ہر ۳۰ پر ایک سالہ بچھڑا اور ہر ۴۰ پر ایک گائے دو دانت والی۔

(۲) چاندی اور سونے کا نصاب :

(( عن علي رضي الله عنه، عن أبيه صلى الله عليه وسلم بفض أول ذنابته، قال: «فأذا كانت كالتا دزيم، وقال علي بن الحول، فبينما نحن ذراهم، وليس عليك شيء، يعني: في الذئب حتى يتحول كعشرون ديناراً، فأذا كان كعشرون ديناراً، وقال علي بن الحول، فبينما نصف دينار ((

''سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تمہارے پاس دو سو درہم ہوں اور ان پر سال گزر جائے تو ان پر زکوٰۃ پانچ درہم ہوگی اور جب تمہارے پاس بیس دینار سونا ہو اور اس پر ایک سال گزر جائے تو اس میں نصف دینار زکوٰۃ ادا کرنا ضروری ہے''۔ (البدوآؤ، کتاب الزکوٰۃ نیل الاوطار ۱۱۸)

اس کے علاوہ کتب احادیث میں بے شمار ایسی روایات ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چاندی کے لئے ۲۰۰ درہم اور سونے کے لئے ۲۰ دینار نصاب متعین فرمایا ہے اور ان پر زکوٰۃ کے واجب ہونے کے لئے ایک سال کا عرصہ شرط قرار دیا ہے۔ اور اس بات پر عموماً اتفاق ہے کہ ہمارے ہاں رائج اوزان کے مطابق ۲۰۰ درہم چاندی کا وزن ساڑھے باون تولے ہے اور ۲۰ دینار سونے کا وزن ساڑھے سات تولے سونا ہے۔

(۳۳) زیورات پر زکوٰۃ: سونے اور چاندی کے زیورات پر بھی زکوٰۃ دینی چلبیے، جب وہ نصاب کو پہنچ جائیں، شریعت نے جب سونے اور چاندی پر زکوٰۃ فرض کی ہے اور سونے چاندی کے زیور بھی سونا چاندی ہیں ان کو کسی نص قطعی نے زکوٰۃ سے مستثنیٰ نہیں کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے زیورات پر زکوٰۃ نہ چینیے پر بڑی وعید بیان کی ہے۔ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی۔ اس کے ساتھ اس کی بیٹی بھی تھی اور اس کی بیٹی کے ہاتھ میں سونے کے دو موٹے موٹے کنگن تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا:

«أفطنين زكاة ذرا؟» قالت: لا، قال: «أفطنين أن يُؤذرك الله بهما فإثم القيانية سوارفن من نار؟»

''کیا تم ان کی زکوٰۃ بھی دیتی ہو؟ اس نے کہا نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تمہیں پسند ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان کے بدلے میں تمہیں آگ کے کنگن پہنائے''۔

اس عورت نے یہ بات سنتے ہی کنگن اتار کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے رکھ دیے اور کہا میں نے یہ دونوں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی راہ میں دے دیئے۔

(صحیح نسائی 2324، صحیح ابوداؤد 1563)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اور ہاتھ میں چاندی کی چوڑیاں دیکھیں اور پوچھا، عائشہ یہ کیا ہے؟ میں نے کہا یہ (زیور) میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر حصول زینت کے لئے بنائے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أقولین زکاتین؛ قلت لأولاء اللہ قال: جبک من النار ))

''کیا ان کی زکوٰۃ ادا کرتی ہو؟ میں نے کہا نہیں یا مائشاء اللہ کہا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر آگ کی سزا تجھے یہ کافی ہے''۔ (صحیح ابوداؤد ۱۵۶۵، دارقطنی)





((عن عبد الله بن عمر رضي الله عنهما وسلم قال: «فما سقت السماء والعيون أذ كان عشرين الف نجر، وما سقتي بالفتح نصف الفشر»))

"عبد الله بن عمر رضي الله عنهما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو کھیتی بارش اور چشموں سے سیراب ہوتی ہو یا وہ بارانی ہو اس میں عشر ہے اور جو زمین جانوروں یا کسی دوسرے ذریعے سے پانی کھینچ کر لائے اس میں نصف عشر ہے"۔ (صحیح بخاری، کتاب الزکوٰۃ ۲/۱۵۵۵)

دونوں حالتوں میں کاشتکار کی محنت کا لحاظ رکھا گیا ہے، چونکہ اول الذکر صورت میں محنت کم ہوتی ہے اس لئے اس پر زکوٰۃ زیادہ ہے اور موخر الذکر صورت میں محنت زیادہ ہے، اس لئے اس پر زکوٰۃ کم ہے۔ زمین کی پیداوار کے لئے نصاب زکوٰۃ ۵ وسق ہے۔

((عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخَدْرِيِّ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: «لَيْسَ فِي حَبِّ وَلَا تَمْرٍ صَدَقَةٌ حَتَّى تَخْلُقَ غَمِيضًا ذُو سُنَّتَيْنِ»))

"ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تک غلہ اور کھجور کی مقدار پانچ وسق تک نہ ہو جائے اس پر زکوٰۃ نہیں"۔ (نسائی)

اسی طرح صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ ۲/۱۳۳ پر مروی ہے کہ:

((لمس فيما دون خمسة اوسن صدقة.))

"پانچ وسق سے کم پر زکوٰۃ واجب نہیں"۔

جب پیداوار پانچ وسق یا اس سے زیادہ ہو تو اس پر زکوٰۃ واجب ہو جاتی ہے۔ پانچ وسق کا وزن ۲۰ من یا ۲۵ کلوگرام تک ہوتا ہے۔

مصارف زکوٰۃ

مصارف زکوٰۃ کا مطلب ہے کہ وہ مدین جہاں پر زکوٰۃ صرف کی جاتی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسْكِينِ وَالْعَالِينَ عَلَيْنَا وَالْمَوْلُوكِ لَعَلَّهُمْ فِي الرِّقَابِ وَالْقَارِبِينَ وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالْبَنِي السَّبِيلِ فَرِيضَةً مِّنَ اللَّهِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ٦٠... التوبة

یعنی زکوٰۃ کا مال فقراء اور مساکین، زکوٰۃ وصول کرنے والے عالمین، نو مسلموں کی مالیعت قلب، غلاموں، قرضداروں اور اللہ راہ میں جہاد کرنے والوں اور مسافروں کے لئے ہے۔ یہ آٹھ مصارف زکوٰۃ ہیں۔ ان آٹھ مصارف کی مختصر وضاحت درج ذیل ہے:

فقراء و مساکین

فقیر سے مراد وہ ہے جس کے پاس کچھ بھی نہ ہو اور مسکین جس کے پاس تھوڑا بہت خرچ موجود ہو یعنی اس کی آمدنی اس کی ضرورت سے بہت تھوڑی ہو۔

عالمین

وہ لوگ جو خلیفہ اسلام یا مسلمانوں کے امی کی طرف سے زکوٰۃ جمع کرنے کے لئے مقرر ہوتے ہیں۔ ان کی تھوڑا بہت وغیرہ پر زکوٰۃ کا مال صرف ہو سکتا ہے۔

مَوْلَا نَبِيٍّ لِّطَوَّب



اس سے وہ ضعیف الایمان مسلمان مراد ہیں جن کی دلجوئی یا مالی اعانت اگر نہ کی جائے تو ان کا اسلام سے منحرف ہونے کا خطرہ ہے۔

غلام

یعنی اگر کوئی مسلمان آدمی غلامی کی زندگی بسر کر رہا ہو تو مالِ زکوٰۃ سے اسے غلامی سے آزادی دلا دی جائے۔

غارمین

ان سے مراد وہ مقروض ہیں جن پر استا قرض چڑھ گیا ہے کہ وہ اتارنے کی سکت نہیں رکھتے مگر یاد رہے کہ اگر کوئی آدمی خلاف شرع کاموں جیسے شراب، جو وغیرہ میں مال خرچ کرنے کی وجہ سے مقروض ہو گیا ہو تو اس پر زکوٰۃ کا مال صرف کرنے سے گریز کرنا چاہیے جب تک وہ توبہ نہ کر لے۔

فی سبیل اللہ

اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو محاذ جنگ پر دشمنان اسلام سے نبرد آزما ہیں۔ یہ لوگ غنی بھی ہوں تب بھی ان کی اعانت مالِ زکوٰۃ سے کرنا جائز ہے تاکہ وہ سامان حرب جیسا کہ دور حاضر میں کلاشنکوف، گرینوف، زیٹھوک وغیرہ گنیں خرید کر دشمن اسلام کا مقابلہ کر سکیں۔

ابن السبیل

اس سے مراد وہ مسافر ہیں جو اپنے وطن سے دور ہیں اور ان کے پاس خرچ ختم ہو گیا ہے تو مالِ زکوٰۃ سے ان کی اعانت کرنا جائز ہے۔

صدقة الفطر

صدقة الفطر فرض ہے۔ صدقہ اس لئے ادا کیا جاتا ہے کہ رمضان المبارک میں اگر کسی فرد سے روزہ میں کوئی نایاب یا لغو بات وغیرہ ہو گئی ہو تو اس سے پاکیزگی حاصل کی جائے۔ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

«فَرَضَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَكَاةَ الْفِطْرِ لِلصَّامِ مِنَ الْفِطْرِ وَالزَّكَاةِ، وَطَنِيَّةٌ لِلنَّاسِ كَيْفَ، وَمِنْ أَدَائِهَا قَلْبُ الْفِطْرِ، فَمَنْ زَكَاةً مَخْمُومَةً، وَمَنْ أَدَّاهَا بَعْدَ الْفِطْرِ، فَهِيَ صَدَقَةٌ مِنَ الصَّدَقَاتِ»

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو روزہ دار کو بے ہو دی اور فطش کلامی سے پاک کرنے اور غرباء و مساکین کو خوراک مہیا کرنے کے لئے صدقہ فطر فرض کیا ہے جو شخص عید کی نماز سے قبل یہ صدقہ ادا کرے تو اس کا صدقہ مقبول ہے اور جو شخص نماز کے بعد صدقہ ادا کرے تو یہ نطفی صدقات کی طرح ایک صدقہ ہے''۔ (صحیح ابوداؤد)

اس سے معلوم ہوا کہ صدقہ فطر کی ادائیگی عید کی نماز سے قبل ہونی چاہیے۔ اور یہ ہر مسلمان پر خواہ مرد یا عورت غلام ہو یا آزاد چھوٹا ہو یا بڑا، فرض ہے اور ہر فرد کی طرف سے ایک صاع طعام ادا کیا جاتا ہے۔ صحیح بخاری الزکوٰۃ میں حدیث ہے کہ:

«فَرَضَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَكَاةَ الْفِطْرِ صَاعًا مِنْ تَرَاوُصًا مِنْ شَعِيرِ عَلِيٍّ مِنْ شَعِيرِ عَلِيٍّ وَالصَّبْرَ وَالْأَنْثَى وَالصَّبْرَ وَالْأَنْثَى وَالصَّبْرَ وَالْأَنْثَى وَالصَّبْرَ وَالْأَنْثَى»

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ فطر ایک صاع کھجور سے ایک صاع جو سے غلام، آزاد، مذکر و مؤنث، پھوٹے اور بڑے مسلمان پر فرض کیا ہے۔

طعام سے مراد ہر وہ چیز ہے جو کسی گھر میں عموماً لکائی جاتی ہے جیسا کہ چاول، جو، گندم وغیرہ ایک صاع کا وزن ۲۲۵۰.۲ سیر ہے۔

حد ما عندی واللہ اعلم بالصواب



# آپ کے مسائل اور ان کا حل

ج 1

محدث فتویٰ